کیا زکریا اور یحییٰ علیہم السلام قتل ہوئے تھے؟
قرآنِ مجید اس تخیل کی نفی کرتا ہے

اس مطالعہ کی ابتدا میں ہم نے پڑھا تھا کہ بعض مفسرین زکریا اور یحییٰ علیہم السلام (باپ بیٹے) کا نام لے کر کہتے ہیں کہ انہیں بنی اسرائیل نے ''شہید'' کر دیا تھا۔ [ایک حوالہ۔ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ کنز الایمان فی ترجمة القرآن]۔ لیکن قرآنِ مجید طبعی زندگی کے آخری ایام تک سیدنا زکریا علیہ السلام کو زندہ و سلامت دکھاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کو غیب (بیتے زمانے) کی خبروں میں یہ بھی بتایا ہے کہ کئی بزرگ سیدہ مریم صدیقہ کی کفالت، سرپرستی کے خواہش مند تھے لیکن سیدنا زکریا علیہ السلام کو اس مقصد کیلئے چنا تھا۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

''پھر اس کے رب نے اسے عمدہ شرف قبولیت سے قبول کیا اور اسے اچھی طرح سے پرورش کیا اور زکریا (علیہ السلام) کو ان کا سرپرست مقرر کیا'' (حوالہ آلِ عمران۔ ۳۷)

ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَـٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾

''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جو (اے رسولِ کریم) ہم آپ (ﷺ) کی طرف وحی کررہے ہیں اور آپ ان کے پاس (موجود) نہ تھے جب وہ اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم (صدیقہ) کی سرپرستی کرے گا اور آپ اس وقت بھی ان کے پاس نہ تھے جب وہ (اس سلسلے میں) بحث مباحثہ کررہے تھے'' (آلِ عمران۔۴۴)

جب ہم نے کسی کو ماضی کے دو واقعات کے بارے میں اس کی لاعلمی اور اُس وقت اُس کی عدم موجودگی جتانی ہو تو ہم قریب سے بعید کی طرف جاتے ہیں نا کہ بعید سے قریب کی طرف آتے ہیں۔ ایک سے زیادہ سیدہ مریم صدیقہ کی کفالت کرنے کے خواہشمند ہونے کی صورت میں قرعہ اندازی کی نوبت آسکتی تھی۔ اور قرعہ اندازی کی نوبت جبھی آتی ہے جب دعویداروں میں سے کوئی بھی اپنے حق یا خواہش سے دستبردار ہونے کیلئے تیار نہ ہو۔ دعویداروں میں بحث مباحثہ پہلے ہوتا ہے اور قرعہ اندازی سے فیصلہ بعد میں ہوتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا

''جب بھی زکریا (علیہ السلام) ان کے پاس کمرے میں جاتے تو ان کے پاس رزق پاتے

قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ

(ایک دن) کہا ''اے مریم (صدیقہ) یہ آپ کے پاس کہاں سے آیا''۔ انہوں نے کہا ''یہ اللہ کی طرف سے ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۳۷)

آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ بچپن، لڑکپن تک پرورش پا لینے کے بعد سیدہ مریم صدیقہ کو سیدنا زکریا علیہ السلام کی سرپرستی میں دیا گیا اور رزق کے بارے میں سوال کے جواب سے متاثر ہوکر هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ''وہیں زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی''۔ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً انہوں نے کہا ''میرے رب! مجھے اپنی جناب سے طیب (سعادت مند) اولاد عطا کر۔ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ بیشک تو دعا کو سننے والا ہے''۔ (آلِ عمران۔۳۸)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے ادوار بیان فرمائے ہیں کہ اسے ماں کے بطن سے ''طفل'' کی حالت میں خارج کیا جاتا ہے اور طفل سے بلوغت کی ابتدا الْحُلُمَ کے بعد پھر بالغ ہوتا ہے۔ اور پھر بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ بھرپور جوانی کو پہنچتا ہے اور پورا مرد بنتا ہے (حوالہ القصص۔۱۴) اور پھر مَسَّنِيَ الْكِبَرُ بڑھاپا آن پہنچتا ہے۔ قرآنِ مجید میں بڑھاپے کی عمر میں پہنچنے والوں نے اس کیلئے لفظ الْكِبَرُ استعمال فرمایا (البقرۃ ۲۶۶، آلِ عمران ۴۰، ابراہیم ۳۹، الحجر ۵۴، الاسراء ۲۳، مریم ۸)۔ قرآنِ مجید میں بوڑھے آدمی کیلئے لفظ شَيْخًا بھی آیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ نے بیٹے (اسحاق علیہ السلام) کی پیدائش کی خوشخبری پر کہا تھا

وَهَـٰذَا بَعۡلِى شَيۡخًاۖ ''اور یہ میرے خاوند (ابراہیم علیہ السلام) ایک بوڑھے آدمی ہیں'' (ھود۔۷۲)۔یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد کو شَيۡخًا كَبِيرًا بہت بوڑھے بتایا تھا (حوالہ یوسف۔۷۸)۔اور موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے پیاؤ پر پہنچنے پر وہاں دو لڑکیوں کو موجود پایا تھا تو انہوں نے ان کی مردوں میں موجودگی کا سبب پوچھا تھا۔انہوں نے اپنی موجودگی کی وجہ بتائی تھی وَأَبُونَا شَيۡخٌ كَبِيرٌ ''اور ہمارے ابو بہت بوڑھے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زکریا علیہ السلام نے اپنی عمر مبارک کے کس حصے میں بیٹے کیلئے دعا کی تھی؟ زکریا علیہ السلام نے کہا تھا:

قَالَ رَبِّ إِنِّى وَهَنَ ٱلۡعَظۡمُ مِنِّى وَٱشۡتَعَلَ ٱلرَّأۡسُ شَيۡبًا

انہوں نے کہا ''میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر کے بال سفید اور بکھر گئے ہیں'' (حوالہ مریم۔۴)

اس جملے میں زکریا علیہ السلام نے اپنی عمر کے اس حصے میں اپنی جسمانی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔اور اس کیفیت کا سبب یہ بتایا

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَـٰمٌ وَقَدۡ بَلَغَنِىَ ٱلۡكِبَرُ وَٱمۡرَأَتِى عَاقِرٌۖ

وہ کہنے لگے ''میرے رب! میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جب میرا بڑھاپا انتہا پر ہے اور میری بیوی بانجھ ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۴۰)

بڑھاپا کس قدر تھا؟ بتایا

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَـٰمٌ وَكَانَتِ ٱمۡرَأَتِى عَاقِرًا وَقَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ ٱلۡكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨

''انہوں نے کہا'' میرے رب! میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا جب کہ میری بیوی تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں؟''

(مریم۔۸)۔ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری ملنے پر کہا تھا مَّسَّنِىَ ٱلۡكِبَرُ کہ مجھے بڑھاپے نے ''مس'' چھولیا ہے لیکن زکریا علیہ السلام نے اپنے بڑھاپے کو عِتِيًّا بتایا۔اس لفظ کا مادہ ''ع ت و'' ہے اور معنی ہیں حد سے تجاوز کر جانا۔اس سے واضح ہے کہ انہوں نے اپنے اس قول میں شَيۡبًا کے استعمال سے اپنے بڑھاپے کی کیفیت، حالت بیان فرمائی تھی۔اس مقام کے علاوہ لفظ شَيۡبًا سورۃ الروم کی آیت ۵۴ میں آیا ہے:

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَشَيۡبَةًۚ

''اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بالوں کا بکھرنا اور سفیدی دی''

یہ زندگی کے ان ادوار کی کیفیت اور حالت ہے جو سورۃ غافر آیت ۶۷ میں بتائی گئیں

ثُمَّ يُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلٗا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوٓاْ أَشُدَّكُمۡ ثُمَّ لِتَكُونُواْ شُيُوخٗاۚ طفل سے بڑھتے ہوئے بھرپور جوان (قوت، اورقوت کے بعد) اور پھر بوڑھے (کمزور) اوراس ضعف کے بعد شَيۡخٗا كَبِيرٗا اور ٱلۡكِبَرِ عِتِيّٗا ہے اور بڑھاپے کی ابتدااور بڑے بڑھاپے کی کیفیت ضَعۡفٗا وَشَيۡبَةٗ (کمزوری، اُڑتے، بکھرتے سفید بال، سہمی سہمی سی کیفیت) ہے۔

زکریا علیہ السلام بڑھاپے کی آخری حدوں کو چھونے والی عمر تک بنی اسرائیل ہی کے درمیان زندہ وسلامت تھے اور پھر یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ بعض لوگوں کے اس ظن اور تخیل کو ہم کیسے تسلیم کر لیں کہ معاذ اللہ انہیں قتل کر دیا گیا تھا۔

ہمارا علم اور ادراک یہ ہے کہ ٱلۡمَوۡتَ اور ٱلۡقَتۡلِ زندگی ختم ہونے کے ایک دوسرے سے الگ اور منفرد انداز ہیں۔ ٱلۡمَوۡتَ کو ہم ٱلۡقَتۡلِ نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ٱلۡقَتۡلِ کو ٱلۡمَوۡتَ کہہ سکتے ہیں اگرچہ نتیجہ دونوں کا ایک ہوتا ہے کہ مرنے یا قتل ہونے والا شخص ہم سے الگ ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید قول فیصل ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ، ممیّز، منفرد قرار دیتا ہے:

وَلَئِن قُتِلۡتُمۡ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَوۡ مُتُّمۡ

''اگر تم اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے یا مر گئے'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۵۷)

وَلَئِن مُّتُّمۡ أَوۡ قُتِلۡتُمۡ ''بالیقین خواہ تم مرجاؤ یا قتل کیے جاؤ'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۸۷)

قُتِلُوٓاْ أَوۡ مَاتُواْ ''وہ لوگ قتل ہو گئے یا مر گئے'' (حوالہ الحج۔۵۸)

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ ٱلۡفِرَارُ إِن فَرَرۡتُم مِّنَ ٱلۡمَوۡتِ أَوِ ٱلۡقَتۡلِ

''آپ (ﷺ) کہہ دیں ''اگر تم موت یا قتل سے بھاگے تو بھاگنا تمہیں نفع نہ دے گا'' (حوالہ الاحزاب۔۱۶)

یہودیوں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا تھا وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينَۢا ''اور انہیں یقیناً قتل نہیں کیا گیا تھا'' (حوالہ النساء۔۱۵۷)۔ ماں کی گود ہی میں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق لوگوں کو پورے اعتماد سے یہ بات بتائی تھی

وَٱلسَّلَٰمُ عَلَيَّ يَوۡمَ وُلِدتُّ وَيَوۡمَ أَمُوتُ وَيَوۡمَ أُبۡعَثُ حَيّٗا ﴿٣٣﴾

''اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن میں مروں گا اور جس دن (یوم بعث) میں زندہ اٹھایا جاؤں گا''۔ (مریم۔۳۳)

سلام ہو سیدہ مریم صدیقہ پر کہ انہیں یہ بات اس وقت سے معلوم تھی جب عیسیٰ علیہ السلام ان کی گود میں دودھ پیتے تھے کہ انہیں کوئی شخص

قتل نہیں کر سکتا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور نبی ہونے کا اعلان کرنے کے ساتھ اپنے لئے أَمُوتُ استعمال فرمایا تھا۔ یحییٰ علیہ السلام کی عیسیٰ علیہ السلام سے مماثلت اور مصداق ہونا اس سے واضح ہے کہ ماں کی گود میں عیسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے متعلق جو بات لوگوں کو بتائی تھی اللہ تعالیٰ نے وہی بات یحییٰ علیہ السلام کے متعلق یوں بتائی ہے:

وَسَلَٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيّٗا ﴿١٥﴾

''اور ان پر سلامتی ہے جس دن وہ پیدا ہوئے، جس دن مریں گے اور جس دن (یوم بعث) انہیں زندہ اٹھایا جائے گا'' (سورۃ مریم۔۱۵)

اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئے پر محیط ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کے متعلق ٱلۡقَتۡلِ کی بجائے ٱلۡمَوۡتَ استعمال فرمائیں تو آپ خود فیصلہ کرلیں کہ کیا بعض لوگوں کی گمان اور تخیل سے کہی ہوئی بات کو معمولی وزن بھی دیا جاسکتا ہے؟ فیصلے سے پہلے اسے بھی ذہن میں رکھیں کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کیلئے یَمُوتُ استعمال نہیں ہوتا

وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢ

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں انہیں مردہ (مرے ہوئے) مت کہو''۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتَۢا

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ (مرے ہوئے) گمان نہ کرو'' (حوالہ البقرۃ۔۱۵۴، آلِ عمران۔۱۶۹)۔

اگر یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے ہوتے تو ظاہر کہ ان کا قتل اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہونا تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے اپنے فرمان کے مطابق ان کیلئے یَمُوتُ استعمال نہیں کیا جاسکتا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو دوسرے مومنین کی طرح کسی بھی یوم کو ''ایک موت'' بھی نہیں آتی بلکہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک بتایا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام طبعی موت مرے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے مختص بندوں، نبیوں اور رسولوں کے متعلق اپنی زبان سے ہمیں کوئی بات نہیں کہنی چاہیے جو ان کے متعلق قرآنِ مجید نے نہیں کہی۔ جنت کی آرزو اور خواہش ہے تو پھر یاد رہے کہ جنت کو أُعِدَّتۡ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۚ ''ان کیلئے وجود پذیر کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے'' (حوالہ الحدید۔۲۱)۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو ہماری ادب سے جھکی نگاہوں کے ساتھ سلام پہنچے۔